Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فون ۴۲۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۲/۷۷ | سوموار ۶ رجب ۱۴۱۲ھ ۱۳ صلح ۱۳۷۱ ہش ۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۰

اطلاع منسوخی جلسہ سالانہ

احباب جماعت احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ ۱۹۹۱ء کے انعقاد کیلئے حکومت سے اجازت کی درخواست کی گئی تھی۔ اور جلسہ کی تاریخیں پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کے باعث ۱۶-۱۷-۱۸ جنوری ۱۹۹۲ء مقرر کی گئی تھیں۔ لیکن حکومت کی طرف سے تحریراً اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ربوہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

احباب مطلع رہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بہتری کے سامان پیدا فرمائے۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"انسان کی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ بچوں میں عادت ہوتی ہے کہ جھوٹ بولتے ہیں۔ آپس میں گالی گلوچ ہوتے ہیں ذرا ذرا سی باتوں پر لڑتے جھگڑتے ہیں۔ جُوں جُوں عمر میں وہ ترقی کرتے جاتے ہیں عقل اور فہم میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ انسان تزکیۂ نفس کی طرف آتا ہے۔

انسان کی بچپن کی حالت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گائے بیل وغیرہ جانوروں ہی کی طرح انسان بھی پیدا ہوتا ہے۔ صرف انسان کی فطرت میں ایک نیک بات یہ ہوتی ہے کہ وہ بدی کو چھوڑ کر نیکی کو اختیار کرتا ہے اور یہ صفت انسان میں ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ بہائم میں تعلیم کا مادہ نہیں ہوتا۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک قصّہ نظم میں لکھا ہے کہ ایک گدھے کو بے وقوف تعلیم دیتا تھا اور اس پر شب و روز محنت کرتا۔ ایک حکیم نے اسے کہا کہ اے بیوقوف تو یہ کیا کرتا ہے؟ اور کیوں اپنا وقت اور مغز بے فائدہ گنواتا ہے؟ یعنی گدھا تو انسان نہ ہوگا تو بھی کہیں گدھا نہ بن جاوے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۹۷)

مرضی کے مطابق اطاعت کی خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

یہود کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کا یہی حال تھا۔ یہ بڑے بڑے گناہ تو کر لیتے تھے اور بڑے ضروری احکام کی خلاف ورزی کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے لیکن چھوٹی باتوں اور حکموں کے متعلق کہہ دیتے تھے کہ ہم ان کی پابندی کرتے ہیں کیونکہ یہ خدا کے حکم ہیں۔ ان کو حکم تھا کہ دیکھو قتل مت کرو۔ جس طرح ہمیں حکم ہے اسی طرح ان کو تھا کہ وہ لوگوں پر ظلم نہ کریں۔ انہیں قتل نہ کریں اور اپنے لوگوں کو گھروں سے نہ نکالو۔ یہی حکم (ماننے والوں) کو ہے مگر یہود لڑائی جھگڑے میں خوب ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ ان کے تین قبیلے مدینہ میں رہتے تھے۔ بنو نضیر بنو قینقاع بنو خزاعہ ان کے نام تھے۔ بنو نضیر مشرکین کے ایک گروہ کے ساتھ تھے اور بنو قینقاع اور بنو خزاعہ ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ جب مشرک آپس میں لڑتے تو انہیں بھی ساتھ ہی لڑنا پڑتا تھا اور ایک دوسرے کے آدمی بھی مارے جاتے تھے۔ جلا وطن کئے جاتے تھے۔ یہاں تک تو کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے قتل کرنے اور جلا وطن کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ اس لئے نہ کریں لیکن جب ان کا کوئی آدمی قید ہو جاتا تو پھر وہ چندہ کر کے اس کے چھڑانے کی فکر کرتے اور کہتے کہ بائبل کا چونکہ حکم ہے کہ کوئی یہودی غیر قوم کے پاس قیدی نہ رہے۔ اس لئے ہم اس حکم کی تعمیل کے لئے اسے چھڑاتے ہیں۔ انہیں قتل کرنے اور جلا وطن کرنے کے وقت تو بائبل کا حکم یاد نہ آیا لیکن قیدی کے لئے یاد آگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بھلا ان کی اس اطاعت سے ہم خوش ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ ایسی اطاعت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ جو حکم اپنی مرضی کے مطابق دیکھا اس کی تعمیل کر لی۔ اور جو نہ دیکھا اس کو پس پشت ڈال دیا۔ ایسی اطاعت سے ہم خوش نہیں ہو سکتے بلکہ اور غصّہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم ذلیل اور خوار کریں گے۔ یہ شریر آدمی جب اپنی مرضی کے خلاف بات دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے احکام کی پرواہ نہیں کرتے اور ان کی خلاف ورزی کر لیتے ہیں اور جب اپنی مرضی کے مطابق پاتے ہیں تو مان لیتے ہیں۔ ایمان دار کی شان سے یہ بات بعید ہے ایمان

باقی صـ پر

خصوصی درخواست دعا

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اطلاع دیتی ہیں کہ

مکرم نواب زادہ مصطفیٰ احمد خان صاحب (جو حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) کے صاحبزادے ہیں) مثانہ کی تکلیف کی وجہ سے علاج کی غرض سے امریکہ گئے ہیں۔ ان کا کیس پیچیدہ ہے۔ اس وجہ سے فکر ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ مولا کریم اپنا فضل فرمائے اور نوابزادہ صاحب موصوف کو جلد از جلد کامل شفا عطا کرے اور خیریت سے واپس لائے۔

تقریب شادی

عزیزہ وردۃ الملک صاحبہ بنت محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی تقریب شادی مورخہ ۹ جنوری ۱۹۹۲ء کو مکرم سیّد حمید اللہ نصرت پاشا صاحب ابن مکرم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب کے ہمراہ عمل میں آئی۔ ان کے نکاح کا اعلان سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۲ء کو لندن میں فرمایا تھا۔ تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی ربوہ نے دعا کروائی۔ ۱۰ جنوری کو دعوت ولیمہ ہوئی جس کے اختتام پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے دعا کروائی۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

نمایاں اعزاز

عزیزہ تبسم ملک بنت مکرم ملک بشارت احمد صاحب جو لندن کے ایک سکول میں تعلیم پاتی ہیں۔ ڈرائینگ کے ایک مقابلہ میں جس میں ہزاروں بچوں نے حصّہ لیا تھا۔ اوّل آئیں اس پر سکول کی جانب سے ان کی پوری فیملی کو امریکہ کے دورے کے پورے اخراجات ادا کئے گئے۔ احباب اس ذہین بچی کی مزید کامیابیوں اور ترقیات کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ صلح ۱۳۷۱ ہش   ۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء

ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف

کہتے ہیں کہیں رُک جانا موت کے مترادف ہے۔ زندگی حرکت کا نام ہے اور اگر انسان میں حرکت نہ رہے تو اس کی یا تو زندگی ختم ہو گئی ہے یا اس کی زندگی ایسی بے مقصد ہو کر رہ گئی ہے کہ اسے زندگی کہنا زندگی کی ہتک کرنا ہے۔ اور یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ جتنا کوئی متحرک ہے اتنا ہی زندگی کے آثار کا اظہار کرتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ حرکت ہو تو کیسی۔ آگے، پیچھے، دائیں، بائیں۔ اگر حرکت ہی زندگی پر دلالت کرتی ہے تو حرکت کیسی ہونی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"خدا سب سے بڑا ہے اس سے بھاگ کر تم کہیں نہیں جا سکتے اور اگر تم نے کسی حالت سے کسی اور حالت کی طرف منتقل ہونا ہے تو ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف منتقل ہونا چاہیئے جو چھوٹا ہے اس سے بڑے کی طرف جانا چاہیئے اور زندگی کی ہر حرکت اس غرض سے ہو کہ تم اس ذات کے قریب تر ہوتے چلے جاؤ جو اکبر ہے"

یہ ہے اصل حرکت اور یہ ہے اصل زندگی۔ ہمیں ہر لمحہ آگے کی طرف بڑھنا چاہیئے اور خدا کے قریب سے قریب تر ہوتے جانا چاہیئے، آخر اس زندگی کی اصل غرض بھی تو یہی ہے کہ ہم خدا کا قرب حاصل کریں۔ یہ قرب کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو ہر مذہب بتانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور چونکہ ہر مذہب ابتدائی طور پر خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اس لئے ہر مذہب نے ابتداء میں خدا تعالیٰ ہی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہماری زندگی کا مقصود اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اس کا عرفان۔ اور یہی اس کی قربت کا ذریعہ ہے۔ اور اس کے قریب ہونے کا معیار۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کو جانیں۔ مانیں اور ان کو عبادت سمجھ کر اپنائیں اور ان کے مطابق اپنی زندگی ڈھالیں۔ اور اس طرح آگے سے آگے بڑھتے ہوئے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف منتقل ہوتے جائیں۔ لیکن یہ بھی لازم ہے کہ ہم ہر آن محسوس کریں کہ ہماری حرکت واقعی آگے کی طرف ہے اور ہم ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف جا رہے ہیں۔ بعض اوقات ہم یہ سمجھ ہی نہیں پاتے کہ قدم آگے بڑھ بھی رہا ہے یا نہیں۔ ہمارا وہم ہمیں خوش رکھتا ہے۔ چنانچہ ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا خدا کی طرف بڑھنے کا عمل ہم پر یہ بھی ظاہر کرے کہ خدا بھی ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور وہ بھی ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت کا دعویٰ تو آسان ہے اور سب کر سکتے ہیں۔

اِک منزلِ مراد تری ذات بھی تو ہے
مال و منال ہی نہیں اوقات بھی تو ہے
زخموں سے پھول پھول ہوا ہے مرا بدن
یہ ظلم ہے تو ظلم اک سوغات بھی تو ہے

ـــــ ابوالاقبال

○

رات کے سنّاٹے میں مَیں نے شور مچا کر دیکھا
دل کے نامعلوم خلا میں انہیں بُلا کر دیکھا

آنکھوں نے کچھ نادیدہ سی شکلوں کو اپنایا
رُوح کی تنگی تاریکی میں دیا جلا کر دیکھا

کون کسی کا بن سکتا ہے کون بنا ہے کس کا؟
اپنے غیر ہوئے تو غیروں کو اپنا کر دیکھا

دل کا دریا گہرا گہرا اور موجیں معدوم
مَیں نے ڈرتے ڈرتے اس کی تہ میں جا کر دیکھا

شاید وہ پہچان رہا تھا دُور اُفق کے پار
مَیں نے تو آواز بھی دی اور ہاتھ ہلا کر دیکھا

رنگت بھی تھی پیلی پیلی ضعف کے بھی آثار
لیکن میری جانب اُس نے خوب اِترا کر دیکھا

پت جھڑ کے موسم میں پتوں کے جھڑنے کا راگ
جیسے خاموشی سے فصلِ گُل نے گا کر دیکھا

ہیرے اور جواہر اپنے آپ ہیں ہیں حیران
خاک کے ذرّوں کا منڈی میں مول چُکا کر دیکھا

یہ سَربستہ راز نہیں ہے سب کو ہے معلوم
محنت کا وہ پھل دیتا ہے سب نے کھا کر دیکھا

مَیں نے سب سے جا کر پوچھا کس کا ہے کیا حال
اپنوں اور بیگانوں نے کب مجھ کو آ کر دیکھا

وہ جو بنتے تھے انجان نسیمؔ انا کی خاطر
مَیں نے ان کی بزم میں ان کو آنکھ بچا کر دیکھا

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاد سیدنا حضرت فضلِ عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

کمیونزم

عام اقتصادی نظام

اب میں عام اقتصادی نظام کو لیتا ہوں لیکن اس مضمون کو بیان کرنے سے پہلے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مذاہب جو حیات مابعد الموت کے قائل ہیں۔ اقتصادی نظام کے بارے میں انفرادی آزادی کے قیام کے پابند ہیں۔ در حقیقت دنیا میں دو قسم کی قومیں پائی جاتی ہیں ایک وہ ہیں جو مذہبی ہیں اور دوسری وہ ہیں جو لامذہب ہیں جو اقوام لامذہب ہیں وہ تو ہر قسم کے نظام کو جو اِن کی عقل میں آجائے تسلیم کر سکتی ہیں لیکن وہ اقوام جو مذہب کو قبول کرتی ہیں وہ اصرار کریں گی کہ دنیا میں ایسا ہی نظام ہونا چاہیئے جو مرنے کے بعد کی زندگی پر اثر انداز نہ ہوتا ہو۔ اس نقطۂ نگاہ کے مطابق وہ مذاہب جو حیات بعد الموت کے قائل ہیں لازماً اقتصادی نظام کے بارہ میں انفرادی آزادی کے پابند ہوں گے کیونکہ جو لوگ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان کو زندہ کیا جائے گا۔ وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو لوگ نیک اعمال بجا لائیں گے انہیں جنت میں داخل کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کا قرب ان کو حاصل ہوگا خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اُن کے شاملِ حال ہوگی۔ اس کی قدوسیت اور سبوحیت انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی۔ وہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی میں شامل ہوں گے۔ ہر قسم کے اعلیٰ روحانی علوم ان کو حاصل ہوں گے اور دنیا کی سب کمزوریاں دور ہو کر علم و عرفان کا کمال ان کو حاصل ہوگا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی شخص کہہ دے "یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ وہم ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن بہرحال جو شخص یقین رکھتا ہے کہ مرنے کے بعد ایک اور زندگی ہمیں ملنے والی ہے وہ لازماً اس دنیا میں ایسے ہی اعمال بجا لاتے گا جو اس کے نزدیک اگلے جہان کی زندگی میں اس کے کام آنے والے ہوں۔ وہ کبھی اس مادی دنیا کے فوائد پر اخروی زندگی کے فوائد کو قربان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس دنیا کے فوائد تو پچاس ساٹھ یا سو سال تک حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر اگلے جہان کی زندگی بعض اقوام کے نزدیک کروڑوں اور اربوں سال تک اور بعض کے نزدیک دائمی ہے۔ یعنی وہ زندگی کبھی ختم ہونے والی نہیں۔ پس اگر یہ دونوں زندگیاں آپس میں تسلسل رکھتی ہیں۔ اگر یہ دنیا ہماری ایک منزل ہے آخری مقام نہیں ہے تو لازماً ہر شخص جو حیات مابعد الموت کا قائل ہے وہ اخروی زندگی کے لمبے سفر کے فوائد کو ترجیح دے گا اور اس دنیا کے چھوٹے سفر کے فوائد کو اگر وہ اس کی اخروی ترقی کے راستہ میں حائل ہوں، قربان کر دے گا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مذاہب جو اگلی زندگی پر یقین رکھتے ہیں ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ دنیا میں جو طوعی نیک کام کئے جاتے ہیں انہیں پر اگلی زندگی کے اچھے یا بُرے ہونے کا دارومدار ہے۔ چنانچہ جتنے لوگ اخروی حیات کے قائل ہیں وہ سب کے سب دنیا کو دارالمزرعہ سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک وقت کھیتی میں بیج بونے کا ہوتا ہے اور دوسرا وقت اس بیج سے پیدا شدہ فصل کو کاٹنے کا ہوتا ہے اور عقلمند زمیندار وہی چیز بوتا ہے جس کو فصل پر کاٹنے کی وہ خواہش رکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اس زندگی کو اگلے جہان کی زندگی کا ایک تسلسل سمجھتا ہے جو اس دنیا کو عالم مزرعہ قرار دیتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ اس جہان کے اعمال اگلی زندگی میں میرے کام آئیں گے وہ لازماً اس جہان کی کھیتی میں وہی جنس بوئے گا جس کے متعلق وہ جانتا ہوگا کہ اگلے جہان میں وہ جنس میرے کام آئے گی۔

اب خواہ آپ لوگ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو پاگل کہیں، دیوانہ کہیں، جاہل کہیں، بہرحال جو شخص مانتا ہے کہ مرنے کے بعد پھر ایک نئی زندگی بنی نوع انسان کو حاصل ہوگی وہ لازماً اس دنیا کی زندگی کو تابع کرے گا اگلے جہان کی زندگی کے۔ اور چونکہ اس دنیا کے ایسے ہی کاموں پر اگلے جہان کی زندگی کا مدار ہے۔ جو اپنی خوشی اور مرضی سے طوعی طور پر کئے جائیں اس لئے لازماً وہ وہی اقتصادی نظام پسند کرے گا جس میں اقتصادی طور پر ایک وسیع دائرہ میں افراد کو آزادی دی گئی ہو کیونکہ اگر آزادی نہ دی گئی ہو تو جن کاموں کو وہ نیک سمجھتا ہے جن کاموں کو اختیار کرنا وہ اپنی اخروی حیات کے لئے ضروری قرار دیتا ہے ان میں اس کا دائرہ عمل وسیع نہیں ہوگا اور وہ سمجھے گا کہ دائرہ عمل کے تنگ ہونے کی وجہ سے میں گھاٹے میں رہوں گا۔ گویا مابعد الموت اعلیٰ زندگی کا دارومدار ہے۔ اس دنیا کے طوعی کاموں پر۔ اور طوعی نیک کاموں کا مدار اقتصادی حریت پر ہے۔ اگر اقتصادی طور پر افراد کو ایک وسیع دائرہ میں آزادی نہ دی جائے تو طوعی نیک کاموں کا سلسلہ اور اخلاق فاضلہ کی وسعت بند اور محدود ہو جاتی ہے اور انسان اپنے آپ کو گھاٹے میں سمجھتا ہے۔ پس جو مذہب مرنے کے بعد کی زندگی کا قائل ہے اور اس دنیا کو عالمِ مزرعہ سمجھتا ہے۔ وہ پابند ہے اس کا کہ سوائے اشد مجبوری حالتوں کے انفرادی آزادی کو اقتصادیات میں قائم رکھے۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے فرمایا۔

ایک اور چیز باقی رہ گئی ہے۔ جو سب کے متعلق ہے گو غرباء اس میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔ دنیوی سامان خواہ کس قدر کئے جائیں آخر دنیاوی سامان ہیں اور ہماری ترقی کا انحصار اُن پر نہیں بلکہ ہماری ترقی خدائی سامان کے ذریعے ہوگی۔ اور یہ خانہ اگرچہ سب سے اہم ہے مگر اسے میں نے آخر میں رکھا ہے اور وہ دعا کا خانہ ہے۔ وہ لوگ جو ان مطالبات میں شریک نہ ہو سکیں اور ان کے مطابق کام نہ کر سکیں وہ خاص طور پر دعا کریں۔ کہ جو لوگ کام کر سکتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں کام کرنے کی توفیق دے اور ان کے کاموں میں برکت دے ہماری فتح ظاہری سامان سے نہیں بلکہ باطنی سامانوں سے ہوگی۔

اگر ہمارے دلوں میں حقیقی ایمان پیدا ہو جائے اور ہم صرف خدا کے ہو جائیں تو ساری دنیا کو فتح کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر چالیس (اہل ایمان) بھی کھڑے ہو جائیں تو ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو کچھ نہیں کر سکتے وہ یہی دعا کرتے رہیں کہ خدا تعالیٰ چالیس اہل ایمان پیدا کر دے۔ ایسے چالیس اہل ایمان جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔

پس وہ لولے لنگڑے اور اپاہج جو دوسروں کے کھانے سے کھاتے ہیں جو دوسروں کی امداد سے پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور وہ بیمار اور مریض جو چارپائیوں پر پڑے ہیں اور کہتے ہیں کاش ہمیں بھی طاقت ہوتی اور ہمیں بھی صحت ہوتی تو ہم بھی اس وقت دین کی خدمت کرتے، اُن سے میں کہتا ہوں کہ اُن کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے دین کی خدمت کا موقعہ پیدا کر دیا ہے۔ وہ اپنی دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیں اور چارپائیوں پر پڑے پڑے خدا تعالیٰ کا عرش ہلائیں تا کہ کامیابی اور فتح مندی آئے۔

اور پھر جوان بڑھے اور نہ صرف ان پڑھ بلکہ کند ذہن ہیں اور اپنی اپنی جگہ کڑھ رہے ہیں کہ کاش ہم بھی عالم ہوتے، کاش ہمارا بھی ذہن رسا ہوتا، اور ہم بھی دعوت الی اللہ کے لئے نکلتے ان سے میں کہتا ہوں کہ ان کا بھی خدا ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبارت آرائیوں کو نہیں دیکھتا بلکہ دل کو دیکھتا ہے وہ اپنے سیدھے سادھے طریق سے دعا کریں تو خدا تعالیٰ ان کی دعا کو سنے گا۔ اور ان کی مدد کرے گا۔ پس وہ لوگ جو مجبوری اور معذوری کی وجہ سے کسی مطالبہ کو پورا کرنے میں حصہ نہیں لے سکتے میں نے ایسی تجویز بتائی ہے کہ اس میں وہ سب شریک ہو سکتے ہیں۔ اور یہ سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ ضروری تجویز ہے۔ وہ جو چارپائیوں پر پڑے ہوئے اپاہج ہیں۔ وہ جنہیں بات کرنے کا شعور نہیں، وہ جن کے ذہن رسا نہیں، وہ جو بیمار اور کمزور ہیں، وہ جو قید میں پڑے ہیں وہ جو مصائب اور تکالیف اور مشکلات میں گرفتار ہیں وہ سب جو کام کرنا چاہتے ہیں مگر کر نہیں سکتے وہ اس تجویز پر عمل کریں اور اس طرح وہ کام کرنے والوں سے ثواب حاصل کرنے والوں میں پیچھے نہ رہیں گے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس دل ہی تھا وہ ہم نے پیش کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ ضرور اُن کے دل کی قدر کرے گا۔ اور انہیں ایسا ہی اجر دے گا جیسا کام کرنے والوں کو دے گا۔

(الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

امتحان انصار اللہ سہ ماہی چہارم ۱۹۹۱ء

ناظمین و زعماء کرام کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امتحان سہ ماہی چہارم ۹۱ء کے پرچہ جات تمام مجالس کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ اگر کسی مجلس کو اب تک پرچے نہ ملے ہوں تو دفتر کو اطلاع دے کر پرچے منگوالیں۔

تمام زعماء کرام آگاہ رہیں کہ حسب فیصلہ شوریٰ انصار اللہ ۱۹۹۲ء ان مرکزی امتحانات میں جملہ عہدیداران کی شرکت ضروری ہے۔ نیز کوئی مجلس ان امتحانات میں نمائندگی سے محروم نہیں رہنی چاہیئے۔

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اس تصویر میں سٹیج پر الحاج مصطفےٰ سنوسی وزیر تجارت سیرالیون اور شیخ چرّی جو تھے تو لبنانی لیکن امریکہ میں قیام پذیر تھے اور وہاں ان کے بیان کے مطابق خاصے لوگ ان کے معتقد تھے اور وہ ایک اچھے عالم باعمل جانے جاتے تھے اور خاکسار پہلے دو اصحاب سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

اور خاکسار تقریر کر رہا ہے۔ ہوا یوں کہ میں نائیجیریا سے سیرالیون دورے پر گیا تو شام کے وقت مجھے بتایا گیا کہ اگلے روز وہاں کے سب سے بڑے اور پرانے معروف ہال (ولیم ولبر فورس ہال) میں امریکہ سے آئے ہوئے ایک عالم تقریر کریں گے۔ اپنی جماعت کے چند دوستوں کو لے کر اگلے روز میں بھی ان کی تقریر سننے کے لئے چلا گیا۔ انہوں نے اپنی عالمانہ تقریر میں اس بات کا اظہار کیا کہ امریکہ میں ان کی خاصی پذیرائی ہے اور اب وہ چاہتے ہیں کہ مغربی افریقہ میں بھی کچھ عرصہ قیام کر کے اپنے علم و فضل سے لوگوں کو مستفید کریں انہوں نے اپنی تقریر میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا کہ مغربی افریقہ میں مذہب کو صحیح طور پر سمجھانے کے لئے ہمارے نوجوانوں کو علم حاصل کرنا چاہیئے تاکہ یہاں کے نئے تعلیم یافتہ عیسائی نوجوانوں سے صحیح خطوط پر گفتگو کر سکیں۔

اس تقریر کی صدارت الحاج آنریبل مصطفےٰ سنوسی وزیر تجارت کر رہے تھے تقریر کے اختتام پر محترم سنوسی صاحب نے اعلان کیا کہ اگر کسی دوست نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو مقرر صاحب بخوشی ان کا جواب دیں گے میں نے اٹھ کر ان سے گذارش کی کہ میرے خیال میں ایسی عالمانہ تقریر کے بعد سوال اس لئے نہیں پوچھنا چاہیئے کہ ہم گھروں کو اس تقریر کا مزا لے کر جائیں۔ یہ بات میں نے اس لئے کہی کہ اسی طرح کی ایک بات لاہور کے وائی ایم سی اے ہال میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی تقریر کے بعد عاشق بٹالوی صاحب جو صدارت کر رہے تھے نے کہی تھی۔ محترم مولانا صاحب کی تقریر کے بعد بعض دوستوں نے چاہا کہ کچھ سوالات کئے جائیں لیکن عاشق بٹالوی صاحب نے تمام حاضرین سے استدعا کی۔ ایسی دلپسند تقریر کے بعد سوال و جواب کے ساتھ اس کے مزے کو کرکرا کرنے کی بجائے زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہم سب ان خیالات کو اپنے ساتھ لے کر گھروں کو جائیں جو محترم مولانا صاحب نے پیش کئے ہیں اور اس بات کا یقین دلایا کہ سوال و جواب کی نسبت اس تقریر کا مزا انہیں زیادہ دیر تک آتا رہے گا۔ میں نے بھی آنریبل سنوسی صاحب سے گذارش کی کہ میرے خیال میں اس تقریر کے بعد سوال و جواب نہیں ہونے چاہئیں۔ آخر یہ بات تو واضح ہے کہ سوال و جواب میں بعض اوقات ایک طرف سے یا دوسری طرف سے کسی نہ کسی رنگ میں تلخی کا اظہار ہو جاتا ہے جو تقریر کے مزے کو کرکرا کر دیتا ہے۔ البتہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے سٹیج پر آکر ایک بات کہنے کی اجازت دی جائے مکرم سنوسی صاحب نے مجھے اس بات کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ یہی چاہیں گے کہ میں سوال کروں۔ میں نے پھر کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ معاف کیجئے گا میں کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن میں ایک دفعہ پھر گذارش کروں گا کہ مجھے ایک بات کرنے کی اجازت دیجئے۔ جب سنوسی صاحب نے دیکھا کہ کوئی شخص سوال بھی نہیں کر رہا اور مجھے اس بات پر اصرار ہے کہ میں سٹیج پر آکر اپنی طرف سے ایک بیان دوں یا حاضرین سے کچھ باتیں کہوں تو انہوں نے مجھے اجازت دے دی۔ چنانچہ میں نے سٹیج پر جاکر شیخ چرّی صاحب کو خوش آمدید کہا اور اس بات پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا کہ وہ مغربی افریقہ میں آکر عیسائیوں میں تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور اسی طرح اپنے نوجوانوں کو بھی صحیح علم سے مستفید کرتے ہوئے انہیں اس قابل بنانا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکیں۔ میں نے ان سے گذارش کی ہم بھی دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک لمبے عرصے سے کام کر رہے ہیں اور محترم سنوسی صاحب اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہم نے کئی میدانوں میں مغربی افریقہ کے باشندوں کی خدا کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں اس وقت یہ بات کہنے کے لئے سٹیج پر آیا ہوں کہ چونکہ آپ نئے نئے مغربی افریقہ میں آئے ہیں اور ہم یہاں کافی دیر سے کام کر رہے ہیں۔ میں اپنے تمام وسائل کو آپ کی معاونت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ ہمارے لوگوں سے تعلقات بھی ہیں ہمارے پاس تجربہ بھی ہے اور ہم نے چونکہ ایک لمبے عرصے تک کام کیا ہے اس لئے ہم لوگوں میں معروف بھی ہیں۔ اگر آپ ان میں سے کسی ایک بات کے سلسلے میں بھی ہم سے مدد چاہیں گے تو خدا کے فضل سے آپ ہمیں اپنی پشت پر کھڑا دیکھیں گے۔ ہم ہر رنگ میں آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں گے۔

سنوسی صاحب کو اس بات کا ہرگز اندازہ نہیں تھا کہ میں کوئی ایسی بات کہوں گا بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ شاید میں سٹیج پر آکر کوئی ایسی بات کہہ دوں جو شیخ چرّی صاحب کی مخالفت میں کہی جائے اور میں بجائے اس کے کہ شیخ چرّی صاحب کی پذیرائی ہونے دوں اپنے آپ کو آگے لانے کی کوشش کروں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ میں نے اپنی ساری تقریر میں اپنی خدمات کی شیخ چرّی صاحب کو پیشکش کی ہے تو وہ بہت خوش ہوئے۔

شیخ چرّی صاحب نے بھی بار بار مسکرا کر میری اس بات کو سراہا اور سنوسی صاحب نے تو اپنے اختتامی خطاب میں میری تقریر کا ذکر کرتے ہوئے احمدیہ جماعت کی تمام خدمات کو ایسے احسن رنگ میں پیش کیا کہ چرّی صاحب بھی اس سے بہت خوش ہوئے۔

الحاج سنوسی صاحب نے کہا کہ ہم نے احمدیہ مشن کے آغاز ہی سے دیکھا ہے کہ وہ بلا تخصیص سب باشندوں کی خدمت پر آمادہ رہتے ہیں۔ البتہ اس خدمت کا طریق مختلف ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے یہاں آکر لوگوں کو اعتماد میں لیا اور تعلیم کی کمی دیکھ کر سکول کھولے چنانچہ سب سے پہلے سکول احمدیہ مشن نے کھولے اور اس کے بعد پھر دوسرے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی کہ وہ بھی اپنے اپنے علاقوں میں سکول کھولیں۔ سنوسی صاحب نے ہماری تعلیمی خدمات کا بھرپور رنگ میں ذکر کیا۔

اس کے بعد خاکسار فری ٹاؤن سے بو چلا گیا۔ بو میں بھی شیخ چرّی صاحب سے ملاقاتیں ہوئیں اور جتنی دفعہ ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے میری اس تقریر کا ذکر بھی کیا اور ذکر بھی تعریفی رنگ میں۔ چنانچہ جب میں سیرالیون کا دورہ کر کے نائیجیریا پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ چرّی صاحب بھی سیرالیون اور غانا کا دورہ کر کے نائیجیریا پہنچ چکے ہیں۔ چنانچہ ایک روز لیگوس میں انہوں نے گلوور میموریل ہال میں تقریر کی وہاں بھی میں موجود تھا اور مجھے بھی ان کی تقریر کے بعد تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔

کچھ عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ شیخ چرّی صاحب واپس امریکہ تشریف لے گئے۔ لبنانیوں نے بتایا کہ وہ یہاں مغربی افریقہ کے کسی ملک میں اسلامی مشن کھولنا چاہتے تھے لیکن جب ان سے ان کے اخراجات کے متعلق گفتگو کی گئی تو معلوم ہوا کہ لبنانی جو باوجود اس کے کہ خاصے امیر لوگ ہیں ان کی خدمات حاصل کرنے سے قاصر رہے ان کا خیال تھا کہ انہیں ماہوار مشاہرے کے طور پر ۱۵۰۰ پونڈ دیئے جائیں اور اس کے علاوہ خاصی پر تکلف کوٹھی اور کار بھی ملنی چاہیئے۔ اس میں تو شک نہیں کہ کوٹھی اور کار دی جا سکتی تھی لیکن لبنانیوں نے بتایا کہ پندرہ سو پونڈ ماہوار انہیں نہیں دیئے جا سکتے تھے۔ خاص طور پر اس وجہ سے بھی کہ ہم نے دیکھا ہے کہ احمدیوں کے مربی تو نہایت قلیل رقم لے کر گذارا کرتے ہیں اور ہر قسم کی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ ۱۵۰۰ پونڈ اور وہ رقم جو احمدی مربی کو ان دنوں ملتی تھی ان کا آپس میں مقابلہ ہی کوئی نہیں۔ قارئین حیران ہوں گے ان دنوں ہمارے مربی کو مغربی افریقہ کے ہر ملک میں ۵ پونڈ ماہوار ملتے تھے اس میں کچھ شک نہیں اس کے ساتھ مکان بجلی پانی اور سفر کے اخراجات بھی ملتے تھے لیکن ذاتی اخراجات کے لئے صرف پانچ پونڈ۔ اور شیخ چرّی صاحب کا مطالبہ تھا کہ انہیں ۱۵۰۰ پونڈ ملنے چاہئیں۔ چنانچہ لبنانی لوگ جن سے انہیں بہت توقعات تھیں۔ ان کی اس خواہش کو پورا نہ کر سکے اور شیخ چرّی صاحب واپس امریکہ تشریف لے گئے

یہ تصویر جو اس وقت میرے سامنے ہے مجھے ہمیشہ اس بات کی یاد دلاتی ہے کہ سنوسی صاحب نے احمدیہ جماعت کے متعلق اس موقعہ پر خاصے تعریفی کلمات کہے اور جب چرّی صاحب نے سنوسی صاحب کی باتیں سنیں تو انہیں بھی یوں سمجھ لیجئے کہ ہم سے محبت ہو گئی۔ انہوں نے اس بات کو سراہا کہ احمدیہ جماعت کے مربی اور دیگر افراد وہاں کے باشندوں کی ہر طرح کی خدمات سرانجام دیتے ہیں اور نہایت سادہ اور درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سنوسی صاحب ہمیشہ ہی احمدیہ جماعت کے مداح رہے ہیں۔ کاغذی ہے پیرہن کی تحریروں میں ان کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں احسن جزاء عطا کرے اور بڑھ چڑھ کر اس بات کی توفیق دے کہ جہاں وہ انسانیت کے خدمت گاروں کا ذکر کریں وہاں حقیقی طور پر اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمات کو سراہتے رہیں۔

ایسی ہی پیشکش کا ایک اور موقعہ بھی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــــــ نون ۔ سین

مغرب زدگی؟

یوسف اسلام آج سے ۱۸ سال قبل یورپ کے ایک بہت معروف پاپ سنگر تھے۔ ان کا باپ قبرص سے تعلق رکھتا تھا۔ اور ماں سویڈن سے۔ ۱۸ سال ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اور اس وقت سے اب تک وہ مسمانوں کو اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ وہ مغرب کی پیروی چھوڑ کر اسلامی زندگی بسر کریں۔ چنانچہ گذشتہ روز الحمراء آرٹ سنٹر لاہور میں یوسف اسلام نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر مسلمانوں نے دنیا کی رہنمائی کرنی ہے۔ اور ایسا نہیں کرنا کہ وہ دوسروں کے پیچھے چلیں تو یقیناً انہیں مغرب کے چال چلن اپنانے کی بجائے اپنے مذہب کی تعلیمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگیوں کے روز و شب تشکیل دینے ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عیسائیت کا تجربہ کیا ہے۔ اور اب اسلام میرا مذہب ہے۔ میں آپ لوگوں کو یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب تک آپ مغرب زدگی کو نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک آپ خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتے انہوں نے یورپ کے متعلق یہ بھی کہا کہ وہاں زیادہ تر اثر یہودی کلچر کا ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ مغرب کو دراصل یہودی لوگ کنٹرول کر رہے ہیں۔ اور اس طرح بلا واسطہ یا بالواسطہ مسلمان یہودیوں کے اثر کے ماتحت آجاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک مغرب کے لوگوں کا تعلق ہے۔ مذہب ان کے لیئے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ وہ اپنی زندگی کے عوامل کے لیئے مذہب کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جو انہیں ٹیلی وژن اور دوسرے ذرائع ابلاغ پیش کرتے ہیں۔ ان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور ٹی وی اور اور ذرائع ابلاغ عام طور پر اسلام کی بڑی غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جہاں تک مغربی ذہن کا تعلق ہے۔ یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ تعصب کی وجہ سے اسرائیل کی تو امداد کرتے ہیں۔ اور فلسطینیوں کی جنہیں شب روز انتہائی مشکلات میں سے گذرنا پڑ رہا ہے۔ اور جن کے کئی افراد روزانہ قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ ان کی وہ نہ صرف کوئی مدد نہیں کرتے بلکہ مخالفت کرتے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیالات انتہائی تضاد کا شکار ہیں۔ یوسف اسلام نے ایک پنجابی کشمیری عورت سے شادی کی ہوئی ہے۔

مختلف ممالک سے لوگوں کا تارکین وطن ہو کر یورپ میں جانا بھی ان کی نظر میں اس لیئے کھٹکتا ہے کہ وہاں وہ اپنی اسلامی روایات کو قائم رکھنے میں خاصی مشکلات محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ کیا ہم دنیا کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں یا ہم دنیا کے پیچھے چلنا چاہتے ہیں۔

برطانیہ ۔ عیسائیوں کا تبلیغی عشرہ

گذشتہ سال برطانیہ میں عیسائی تنظیموں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ آئندہ دس سال میں برطانیہ میں بسنے والی اقلیتوں کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائیں گی اور کوشش کریں گی کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں اور یہودیوں کو عیسائی مذہب کے پیروکار بنا لیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے آئندہ دس سال کا نام تبلیغی عشرہ رکھ دیا ہے اور اپنی کوششیں شروع کردی ہیں چونکہ انہوں نے خاص طور پر یہ بات کہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بھی عیسائی بنانے کی کوشش کریں گے۔ یہاں کے مسلم کالج کے پرنسپل ڈاکٹر عزت بداوی جو اماموں کی کونسل کے صدر بھی ہیں نے اعلان کیا ہے کہ وہ بھی نشاۃ اسلامیہ کا عشرہ منائیں گے اور اس کا تعلق خاص طور پر عیسائیوں کی مہم کے ساتھ ہو گا۔ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر بداوی نے اس سلسلے میں آرچ بشپ آف کینٹربری ڈاکٹر جارج کیری (CAREY) کو خط لکھا ہے جس میں عیسائی تنظیموں کے بعض رہنماؤں کے چبھتے ہوئے فقروں کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ایسی باتوں سے عیسائیوں اور مسلمانوں کی آپس میں رواداری پر اثر پڑے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کے تعلقات خراب ہو جائیں۔ جن فقروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ عیسائیوں کی مہم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور خاص طور پر نوجوان ان کا نشانہ ہیں۔ ان نوجوانوں کو عیسائی تنظیمیں عیسائیت میں شامل کرنے کا ارادہ ظاہر کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر کیری نے ڈاکٹر بداوی کو یقین دہانی کروانے کی کوشش کی ہے کہ جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہ پوری طرح درست نہیں ہے چنانچہ گذشتہ روز جب آرچ بشپ مسلمان رہنماؤں سے ملے تھے تو انہیں بھی یقین دلانے کی کوشش کی گئی تھی کہ تعلقات خراب کرنے والی کوئی بات عمل میں نہیں لائی جائے گی تجزیہ نگاروں نے کہا ہے کہ برطانیہ کے مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت کوئی عملی اقدام ہونا چاہیئے تاکہ عیسائیوں کے عشرہ تبلیغ کا صحیح معنوں میں مقابلہ کیا جا سکے۔ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں۔ خاص طور پر نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے۔ تاکہ جب عیسائیوں سے ان کا واسطہ پڑے یا عیسائی اپنے مذہب کی طرف انہیں بلائیں تو انہیں اس بات کا بخوبی علم ہو کہ ان کا اپنا مذہب کیا کہتا ہے اور وہ دوسروں کے کسی مذہب سے کس طرح بہتر ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ۲۵ جنوری کو ایک سیمینار بھی منعقد کیا جا رہا ہے جس میں عشرہ تبلیغ کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جائے گا۔ تجزیہ نگاروں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا ہے کہ رسوائے زمانہ رشدی کی کتاب اور خلیج کی جنگ نے برطانیہ میں مسلمانوں کے خلاف جذبات کو ابھارا ہے۔ اور عیسائی تنظیموں نے اس کا توڑ اسی بات میں سمجھا ہے کہ وہ مسلمان نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ عیسائیت میں داخل کرنے کی کوشش کریں۔

لیبیا پر پابندیاں

لیبیا پر امریکہ برطانیہ اور فرانس کے حملے کا خطرہ بڑھتا جا رہا تھا۔ چنانچہ کرنل معمر قذافی صدر مملکت نے بعض ممالک کے دورے کر کے اس بات کو ممکن بنا دیا ہے کہ اب لیبیا پر کوئی فوجی حملہ نہ کیا جائے۔ بلکہ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ امریکہ برطانیہ اور فرانس جو مزید اقتصادی پابندیاں لیبیا پر لگانی چاہتے تھے ان پابندیوں کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا گیا ہے۔ احباب کو یاد ہوگا کہ لیبیا کے ساتھ امریکہ برطانیہ اور فرانس کا جھگڑا لاکربی کے مقام پر پان ایم جیٹ جہاز کو بم سے اڑا دینے کے سلسلے میں جاری ہے۔

یہ خبر کہ اب پابندیاں مزید سخت نہیں کی جائیں گی۔ مصر سے ملی ہے۔ مصر کی وزارت خارجہ کے حکام سے برطانیہ اور امریکہ اور فرانس کے سفارت کاروں نے ملاقاتیں کی ہیں اور انہیں اس بات کا یقین دلایا ہے کہ اب ایسا کوئی ارادہ نہیں کہ لیبیا کے خلاف مزید پابندیاں لگائی جائیں۔ البتہ اس بات کا تقاضا جاری ہے اور ایران نے بھی لیبیا کی امداد کا وعدہ کرتے ہوئے یہ تقاضا کیا ہے کہ قانون کے مطابق یہ فیصلہ کروایا جانا چاہیئے کہ اس بم زدہ جہاز کی تباہی کا باعث کون تھا۔ تاکہ عدالتی فیصلے کے بعد جسے بھی مجرم گردانا جائے اسے قرار واقعی سزا دی جا سکے۔

دردِ سر

امریکہ میں ڈاکٹروں نے ۲۰۸۶۸ افراد کا معائنہ کر کے اپنی تحقیقات کا یہ نتیجہ پیش کیا ہے کہ جہاں تک شدید دردِ سر کا تعلق ہے ۱۸ ملین عورتیں اور تقریباً ۵½ ملین مرد اس شدید درد میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ پتہ بھی چلایا گیا ہے کہ جہاں تک غریب لوگوں کا تعلق ہے۔ جن کی وہاں آمدنی سالانہ دس ہزار ڈالر سے کم ہے۔ ان میں ساٹھ فی صد شدید دردِ سر کا مرض زیادہ ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جن کی آمدنی سالانہ ۴۵ ہزار ڈالر سے زیادہ ہے۔ نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ دردِ سر جیسا پہلے کہا جاتا تھا۔ امراء کا مرض نہیں ہے۔ بلکہ غریبوں کا ہے۔ ممکن ہے ان کی بات درست ہو۔

لیکن غالباً انہوں نے اس بات کو مدنظر نہیں رکھا کہ دردِ سر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دردِ سر تو وہ ہے۔ جس کا واقعی سر کے ساتھ تعلق ہے۔ اور ایک دردِ سر وہ ہے۔ جس کا سر کے ساتھ تعلق نہیں لیکن کہلاتا دردِ سر ہے۔ وہ حالات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ جذبات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ احساسات سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ ساری باتیں امراء کے ساتھ وابستہ ہیں۔ سب سے زیادہ دردِ سر تو ان لوگوں کو محسوس ہوتا ہے۔ جن کے پاس بہت کچھ ہے اور وہ اس بہت کچھ کے ضائع ہونے کے ڈر سے چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں کہ غریب آدمی تو اپنی گدڑی میں بھی خوش رہتا ہے۔ لیکن امیر

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتبہ
مرزا محمد اقبال (مربی سلسلہ)

رکن قومی اسمبلی جے سالک کا "مصلوب" ہونا

۲۴ دسمبر ۱۹۹۱ء کو تمام مسیحی کرسمس اور تمام پاکستانی قائداعظم کا یوم ولادت منانے کی تیاری کر رہے تھے تو لاہور کی معروف اور مصروف ترین شاہراہ قائداعظم پر واپڈا ہاؤس کے سامنے ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ جس کا ذکر روزنامہ جنگ کے نامہ نگار نے ان الفاظ میں کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ "قومی اسمبلی کے اقلیتی رکن جے سالک گذشتہ روز پنجاب اسمبلی کے سامنے لاتعداد مسیحی خواتین اور مردوں کی سسکیوں اور آنسوؤں کے درمیان "مصلوب" ہو گئے۔ واضح رہے کہ جے سالک کرسمس کے دنوں میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے خلاف بطور احتجاج صلیب پر چڑھے ہیں۔ وہ ۲۸ دسمبر تک مسلسل دن رات صلیب پر رہیں گے"
(جنگ ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء)

• انتظامیہ کے رد کرنے اور مذاکرات کی پیشکش کا انکار کرتے ہوئے وہ صلیب پر چڑھ گئے اور پورا دن اور تمام رات صلیب پر گذاری" (روزنامہ جنگ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء)

۲۵ دسمبر کو صبح ہی سے مسیحیوں کی بھاری تعداد جے سالک کے پاس پہنچنی شروع ہو گئی۔ اس حالت میں لٹکے رہنے، بھوک پیاس اور سردی کے باعث جے سالک کی حالت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن وہ مسلسل نعرے بازی کرنے والے مسیحیوں کو سر ہلا ہلا کر جواب دیتے رہے اور بعض موقعوں پر انہوں نے خود بھی "جئے یسوع مسیح" کے نعرے لگوائے۔ دوپہر تک ان کے اردگرد مسیحی اور مسلمان ہزاروں کی تعداد میں اکٹھے ہو گئے تو ضلعی انتظامیہ نے مذاکرات کرنے کے لئے کہا لیکن جے سالک کا جواب تھا کہ پہلے بلدیاتی انتخابات ملتوی کرنے کا اعلان کرو۔ اس دوران ایک اعلیٰ افسر نے کہا کہ تم صلیب سے اتر کر بات کر لو ورنہ آج تمہارے دانت ٹوٹ جائیں گے۔ اس پر ہجوم مشتعل ہو گیا۔ اور وزیر اعظم۔ وزیر اعلیٰ اور گورنر پنجاب کے خلاف نعرے بازی کرنے لگا۔ اسی اثناء میں جے سالک کو صلیب سمیت چیرنگ کراس کے چوک میں لایا گیا تو انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انتظامیہ مجھے دھمکیاں دے رہی ہے اور ہمیں بزدل سمجھا جا رہا ہے لہٰذا ہم گورنر ہاؤس تک مارچ کریں گے۔ پولیس نے جلوس کا راستہ روکنے کے لئے خاردار رکاوٹیں کھڑی کر دیں مگر جلوس میں شامل نوجوانوں نے ان کو ہٹا دیا اور آگے بڑھے مخالف سمت سے پولیس کی بھاری فورس نے ایک بکتر بند گاڑی کے ساتھ جلوس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ نوجوانوں نے پولیس کے خلاف نعرے بازی شروع کر دی۔

بعض مسیحی بزرگ پولیس افسران کے پاس گئے اور کہا کہ جلوس کو پر امن انداز میں گورنر ہاؤس تک جانے دیا جائے تو جواباً کہا گیا کہ ہمیں اوپر سے حکم ہے کہ جلوس کو الحمراء آرٹ کونسل سے آگے نہ جانے دیں کیونکہ وہاں مسلم لیگ کی تقریب ہو رہی ہے۔ چنانچہ کچھ نوجوانوں نے پولیس پر پتھر پھینکے۔ جس کے جواب میں پولیس نے پتھراؤ کیا اور آنسو گیس پھینکنی شروع کر دی جس کے دھوئیں سے بہت سی عورتیں اور بچے بے ہوش ہو گئے۔ پھر اس حصے میں شیل گرائے گئے جہاں جے سالک کو صلیب پر اٹھایا ہوا تھا۔ آنسو گیس کی زیادتی کے باعث جلوس رک گیا اور صلیب کو سڑک پر لا کھڑا کیا ہی تھا کہ پولیس فورس نے جے سالک اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ صلیب کو نیچے گرا دیا اور جو نوجوان ان کے اوپر لیٹ گئے تھے ان کو ٹھڈے اور ڈنڈے مارے گئے۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس بعض افراد نے جے سالک کو گریبان سے پکڑ کر کھینچا اور غلیظ گالیاں دیں اور ساتھ ہی تھپڑ مارے۔ ایک نوجوان افسر نے اپنے اہلکاروں سے کہا کہ یہ بھنگی ایم این اے ہے۔ اس کا خون نہیں نکلنا چاہئے۔ جس پر ایک اہلکار نے کہا کہ "سر یہ تو چوہڑا ہے" اس دوران جے سالک چیخ چیخ کر کہتے رہے "میرے ساتھیوں کو مت مارو یہ غریب لوگ ہیں انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے"۔ پھر پولیس ایمبولینس میں جے سالک اور دو زخمی ساتھیوں کو بٹھا کر نامعلوم مقام کی طرف لے گئی اور گرفتار شدگان کو تھانہ سول لائنز بھیج دیا گیا جب کہ ریگل چوک، پلازا سینما اور پنجاب اسمبلی کی طرف اکٹھی ہونے والی عوام کی ٹولیوں پر پولیس مسلسل آنسو گیس پھینکتی رہی۔ مشتعل افراد نے واپڈا ہاؤس کے سامنے شاہراہ قائداعظم پر کھڑی ہوئی گاڑیوں اور دکانوں کے شیشے توڑ دیئے۔ جس پر وہاں کے تاجر ایک چھوٹے سے جلوس کی شکل میں چیرنگ کراس کی طرف آئے تو پولیس فورس انہیں مسیحی سمجھ کر ان پر پل پڑی اور یوں یہ جلوس ریگل چوک کی طرف فرار ہو گیا۔ مسیحیوں اور پولیس کے درمیان یہ تصادم سوا تین بجے تا ساڑھے چار بجے شام جاری رہا۔ بعد ازاں جے سالک کو تھانہ سول لائنز کی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کرسمس کے روز پولیس اور مسیحیوں کے درمیان تصادم میں جے سالک کو صلیب پر سے زبردستی کھینچ کر تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد ۹ دیگر ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا۔ ان کو گرفتار کرنے سے قبل پولیس نے جلوس پر آنسو گیس کی زبردست شیلنگ کی اور اندھا دھند لاٹھی چارج کیا۔ جس کے باعث ۵ مرد، چار عورتیں اور دو بچے بھی زخمی ہو گئے اس پولیس ایکشن کی خبر جنگل کی آگ کی طرح گرجا گھروں اور مسیحی حلقوں میں پھیل گئی تو انہوں نے کرسمس جے سالک کی سیاہ چادر کے ٹکڑوں کی پٹیاں باندھ کر منایا۔

پاکستان کرسچین نیشنل پارٹی کے جنرل سیکرٹری جوزف فرانسس نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ۲۵ دسمبر کی سہ پہر پولیس کمانڈوز نے کیتھڈرل چرچ میں کرسمس کی رسومات ادا کرنے والے معصوم بچوں عورتوں اور مردوں پر لاٹھیوں سے حملہ کیا۔ جس کے باعث چرچ کے اندر خوف و ہراس کی فضا پیدا ہو گئی"۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ "مسیح خداوند کے یوم پیدائش پر خوشیاں منانے والے مسیحی عوام پر اندھا دھند لاٹھی چارج اور پولیس فائرنگ کا مظاہرہ کیا گیا جس کے بعد پاکستانی قوم کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ حکومت اور انتظامیہ کی اس حرکت سے پاکستان کی تاریخ میں ایک سیاہ باب کا اضافہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صلیب کی بے حرمتی کے بعد ہم تمام مسیحی اراکین قومی و صوبائی اسمبلی احتجاجاً اپنی رکنیت سے استعفیٰ دے دیں۔ کیونکہ اقلیتوں کے آئینی حقوق کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں"۔ (روزنامہ جنگ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء)

اسی پرچہ کے پہلے صفحہ پر یہ خبر درج ہے۔

"سول لائنز پولیس نے اقلیتی ایم این اے جے سالک سمیت ان کے متعدد ساتھیوں کے خلاف پولیس مقابلہ، قاتلانہ حملہ، سرکاری املاک کے علاوہ گیارہ سے زائد گاڑیوں کو نقصان پہنچانے کے علاوہ دیگر الزامات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ہے"۔
(جنگ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء)

جے سالک کے متعلق ۳۰ دسمبر جنگ ص۱ کے پرچے میں یہ تازہ اطلاع شائع ہوئی ہے۔

" اسسٹنٹ کمشنر لاہور کینٹ نے سپیکر قومی اسمبلی کو مطلع کر دیا ہے کہ اقلیتی رکن قومی اسمبلی جے سالک کو ۲۵ دسمبر کی سہ پہر تعزیرات پاکستان کی دفعات ۳۳۲/۳۵۳، ۱۸۶/۲۴، ۱۴۸/۱۴۷، ۳۲۴ قصاص دیت ۳ ایمپلی فائر ایکٹ ۱۶۰ کے تحت سول لائنز پولیس نے گرفتار کیا ہے۔ رکن اسمبلی کے خلاف دفعہ ۹۱/۳۵۴ کے تحت بھی مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ بعد میں رہا کر دیا گیا۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

ملا۔ میں نائیجیریا میں تھا اور میرا مقامی مرکز لیگوس میں تھا جو نائیجیریا کے انتہائی جنوب میں ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ پاکستان سے تبلیغی جماعت کا ایک وفد نائیجیریا پہنچا ہے اور اس وقت کانو میں مقیم ہے (کانو نائیجیریا کے انتہائی شمال میں ہے) میں نے ان کی آمد پر خوشی کے اظہار کے لئے اپنے ہفتہ وار اخبار "ٹروتھ" میں ایک اداریہ تحریر کیا اور ان کی خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد وہ لیگوس آئے اور انہوں نے ایک مسجد میں قیام کیا تو میں نے اس خیال سے کہ شاید مسجد میں ان کا قیام آرام دہ نہ ہو ان سے تحریری درخواست کی کہ وہ مشن ہاؤس کی ایک پوری منزل کو استعمال کر سکتے ہیں جتنی دیر چاہیں وہاں قیام کریں اور لیگوس کے دوستوں سے میری واقفیت کا بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ میں انہیں تمام عمائدین سے ملا بھی دوں گا اور اس کے علاوہ بھی جس قسم کے انتظامات وہ چاہیں گے میں کروا دوں گا لیکن انہوں نے اپنی مسجد میں قیام ہی کو زیادہ مناسب سمجھا۔

بہرحال ہماری طرف سے ایسی پیشکش کی اصل غرض یہ تھی کہ جو بھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے اسے ہمارا تعاون حاصل رہے گا۔

ہم انسانیت کے خادم ہیں اور ہر اس شخص سے تعاون کے خواہاں ہیں جو انسانیت کی خدمت کا دعویدار ہے حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی فرمایا ہے کہ ہماری دوسری صدی خصوصیت کے ساتھ انسانیت کی خدمت کے لئے وقف ہو گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگاں — عبدالقدوس خان مغنی

مکرم سیّد تبسّم حسین صاحب

سیّد تبسّم حسین شاہ صاحب نے انگلش میں ایم۔اے کیا۔ اور پھر کچھ عرصہ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں لیکچرار کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے اس کے بعد ایل ایل بی کیا اور مقابلے کا امتحان (پی سی ایس) اعلیٰ کامیابی سے پاس کیا اور مجسٹریٹ بن کر رحیم یار خان تعینات ہوئے۔ کچھ عرصہ یہاں رہنے کے بعد آپکی تبدیلی شیخوپورہ اور پھر لاہور ہوگئی۔ کچھ عرصہ لاہور رہنے کے بعد آپ بطور ایس ڈی ایم ترقی پاکر گلگت چلے گئے جہاں دس سال قبل ایک افسوسناک حادثے میں آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ آپ نہایت ہنس مکھ اور ملنسار تھے۔

آپ کی خلق خدا سے محبت اور حسن سلوک کا ذکر کرتا ہوں۔ آپکی خصوصیت یہ تھی کہ آپ دوسرے کی عزتِ نفس کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اگرچہ آپ اعلیٰ عہدے پر فائز تھے اور وسیع اختیارات رکھتے تھے لیکن تکبّر نام کو نہ تھا۔ آپ ملنے والوں اور رشتہ داروں سے بڑی محبت سے پیش آتے۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ آپ بہت مہمان نواز تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ مہمان خدا کی رحمت ہوتے ہیں نہ کہ زحمت۔

آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی بچوں میں ایسے گھل مل جاتے جیسے آپ خود بھی بچّہ ہوں۔ جس محفل میں بیٹھ جاتے جانِ محفل بن جاتے۔ انکی آمد سے ہر تقریب زیادہ دلآویز ہو جاتی۔ وفات سے چند ماہ قبل اپنی چھوٹی بہن (اہلیہ مکرم یوسف سہیل صاحب شوق) کی شادی پر آئے ہوئے تھے۔ تو اپنی پھوپھی کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے اور نہایت انکساری سے کہنے لگے پھوپھو آپ مجھے تبسّم نہ کہا کریں۔ میں مجسٹریٹ بن گیا تو کیا آپ کے لئے تو وہی چھٹی (آپکی عرفیت) ہوں۔

تبسّم بھائی جان ایک بڑے بھائی کی شفقت بے دریغ لٹاتے تھے اور ہر ایک سے اس کی ذہنی سطح پر اتر کر بات کرتے تھے۔ اس لئے ہر ایک کے دل میں گھر کئے ہوئے تھے لیکن اس ساری متانت اور سنجیدگی کے پیچھے ان کی کھلنڈری طبیعت چھپی ہوئی تھی۔

تیسری دنیا کی موجودہ ابتری اور زبوں حالی کا سب سے بڑا سبب دیانتداری کا فقدان ہے۔ تبسّم بھائی جان نے اپنی خداداد ذہانت محنت اور فراست سے سول سروس کا امتحان جب اعزاز کے ساتھ پاس کیا تو انکی خواہش کے مطابق انہیں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ درجہ دوم اور پھر درجہ اوّل مقرر کیا گیا۔

آپ موصی تھے چندوں میں باقاعدہ تھے شرح سے زیادہ ادائیگی فرماتے تھے۔ بنگلہ دور ہونے کی وجہ سے بیت الاحمدیہ میں باقاعدہ تو نہیں جاسکتے تھے۔ مگر جب موقع ملتا تھا پیدل بھی چلے جاتے تھے۔ طالب علمی کے دوران آپ کافی عرصہ لاہور میں اپنے حلقہ اسلامیہ پارک کے زعیم بھی رہے اور اپنے فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے اور کبھی بھی اپنے کام میں کوتاہی نہ آنے دی۔

تبسّم بھائی جان کی وفات پر جہاں انفرادی طور پر بے شمار دلوں میں کبھی نہ پُر ہونے والا خلا اور کبھی نہ بھرنے والے گھاؤ باقی رہ گئے ہیں وہاں ہم ایک ایسے انسان سے محروم ہوگئے ہیں جسے کسی بھی سوسائٹی میں بڑے فخر سے ایک مثالی احمدی کے طور پر پیش کیا جاسکتا تھا۔

اطلاعات واعلانات

اعلان نکاح: عزیزہ اسماء عفت بنت مکرم نصر اللہ خان صاحب ناصر مربی سلسلہ احمدیہ ربوہ کے نکاح کا مکرم بشیر احمد صاحب ایم ایس سی ابن محترم چوہدری خلیل احمد صاحب ساکن گلشن اقبال کراچی کے ہمراہ بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر، جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے اعلان فرمایا

احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا: مکرم محمد ادریس صاحب عاجز عظیم آبادی ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم رانا خورشید اختر خان صاحب کی اہلیہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ کا بڑا آپریشن شیخ زید ہسپتال میں ۱۳ جنوری کو ہو رہا ہے۔ احباب ان کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

اعلان برائے لجنات

وقف نو کی رپورٹ ماہانہ رپورٹ کے ساتھ ہر ماہ سادے کاغذ پر بھجوایا کریں۔
(صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

بقیہ: صفحہ ۱ سے آگے

والا تو ہر ایک بات اور ہر ایک حکم میں خواہ وہ اس کی مرضی کے مطابق ہو یا نہ ہو خدا تعالیٰ کی رضامندی کے حاصل کرنے کی سعی اور کوشش کرتا ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ جنوری ۱۹۱۵ء)

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

آدمی اپنے محلوں میں بھی اس طرح ٹہلتا ہے جیسے اس کا سر پھٹ رہا ہو۔ تو بے شک ڈاکٹروں کی یہ بات طبی طور پر تو درست ہوگی کہ دردِ سر غرباء کی بیماری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ کہنا بھی لازمی ہے کہ دردِ سر کی بھی دونوں قسموں کے متعلق بات کی جانی چاہیئے۔ غرباء کا دردِ سر اور وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے اور امراء کا دردِ سر اور وجوہات کی بناء پر۔ اب یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اکثر غریبوں کو دردِ سر ہوتا ہی نہیں جبکہ امراء میں سے شائد ہی ایسے لوگ مل سکیں جو دردِ سر سے محفوظ ہوں۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۹۸ میں رسول بی بی زوجہ نور محمد صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری عمر ۵۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۳۵/۶ فیکٹری ایریا ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۹-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ نقد پندرہ ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ رسول بی بی زوجہ نور محمد صاحب ۳۵/۶ فیکٹری ایریا ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ سید عبدالغنی شاہ وصیت نمبر ۵۸۴۴۔ گواہ شد نمبر ۲۔ سید عبداللہ ندیم وصیت نمبر ۲۵۷۱۶۔

مسل نمبر ۲۸۲۹۹ میں کریم بیگم زوجہ خوشی محمد قوم مانگٹ پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال ۳ ماہ بیعت ۱۹۵۹ء ساکن ۲۹/۱۲ دار الرحمت شرقی د ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵-۸-۹۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) زیورات طلائی ۴۵ گرام اور انگوٹھی نقرئی ۷ گرام کل زیورات مالیتی -/۱۶۱۹۰ روپے (۲) حق مہر -/۵۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس

باقی صفحہ ۹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ ایٹمی ٹکنالوجی کے مسئلہ پر صدر، وزیر اعظم اور فوج میں مکمل اتفاق رائے پایا گیا ہے۔ چیف آف آرمی سٹاف نے صدر اور وزیر اعظم سے یہ بات منوالی کہ ملکی سلامتی کے معاملات پر حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مکمل اتفاق رائے ہونا چاہیئے جبکہ جنرل آصف نواز اور محترمہ بے نظیر بھٹو کی ملاقات میں یہ بات طے پاگئی کہ ایٹمی ٹکنالوجی اور امریکی امداد کے بارے میں فوج کے مؤقف کی حمایت کی جائے گی۔

○ ایم کیو ایم کے لیڈر مسٹر عمران فاروق نے گلہ کیا ہے کہ وفاقی حکومت نے اپنے قابل اعتماد ساتھیوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دشمنوں کو دوستوں پر ترجیح دینے سے وزیر اعظم کا اپنا نقصان ہوگا۔

○ وزیر اعظم نے لاہور سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر گوجرانوالہ روڈ پر پہلی ٹرانس پاک موٹر وے کے لاہور اسلام آباد سیکشن کی تعمیر کے منصوبے کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ اب اپوزیشن کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیئے۔ عام انتخابات کے بعد اب عوام نے بلدیاتی انتخابات میں بھی حکومت کو مینڈیٹ دے دیا ہے۔

○ بی بی سی نے اطلاع دی ہے کہ پاک بری افواج کے سربراہ جنرل آصف نواز کا دورۂ امریکہ ناکام ہو گیا ہے۔ امریکہ کا مؤقف ہے کہ پاکستان نے اپریل ۱۹۹۰ء میں ایٹم بم بنا لیا ہے۔ پاکستان اس پوزیشن سے پیچھے ہٹ جائے مگر اب یہ بات پاکستان کے سیاستدانوں کے لئے بھی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ فنی طور پر تو پاکستان ایسا کر سکتا ہے لیکن سیاسی طور پر یہ اس لئے ممکن نہیں ہے کہ کوئی سیاستدان اگر خفیہ طور پر ایسا کرنا بھی چاہے تو اس کے مخالف اس کا پول کھول دیں گے۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ مسٹر الطاف حسین نے کہا ہے کہ صوبہ سندھ مفتوحہ علاقہ لگتا ہے۔ نئی نئی چھاؤنیاں بن رہی ہیں۔

○ خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ پاکستان باچا خان کی جدوجہد آزادی کے نتیجہ میں بنا تھا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے نواب زادہ نصر اللہ خان سے درخواست کی ہے کہ وہ آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس جلد بلائیں۔

○ افغان مجاہدین کے لیڈر گلبدین حکمت یار نے کہا ہے کہ دو لاکھ تیس ہزار مسلح افغان مجاہدین کٹھ پتلی ظاہر شاہ کو افغان عوام پر مسلط نہیں ہونے دے گی۔ ۲۵ تنظیمیں ان کا راستہ روکیں گی۔ ایک اور "کٹھ پتلی" کو لانے کے خواہشمند احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہیں۔

غیر ملکی خبریں

○ الجزائر کے صدر مسٹر شاذلی بن جدید نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ ملک کے اعلیٰ ادارے آئینی کونسل نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ مسٹر شاذلی بن جدید نے کہا ہے کہ ملک کی موجودہ صورت حال انتہائی تشویش ناک ہو گئی ہے۔ ان کے استعفیٰ کے بعد فوج اور بکتر بند گاڑیوں نے دارالحکومت میں اپنی پوزیشنیں سنبھال لی ہیں۔ مستعفی ہونے والے صدر نے کہا ہے۔ کہ فوج ملک میں قانون نافذ کرنے کی ذمہ داریاں سنبھال رہی ہے۔ جمعرات کے روز عام انتخابات کا دوسرا مرحلہ ہو رہا ہے پہلے مرحلہ میں اسلامک سالویشن فرنٹ نے زبردست کامیابی حاصل کی تھی۔ اور دوسرے مرحلہ کی ۱۸۸ نشستوں میں انہیں صرف ۲۸ نشستیں حاصل ہو جائیں تو وہ حکومت بنا لے گی۔

بقیہ: ص۷ سے آگے

پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمالی جائے۔ الامۃ۔ کریم بیگم زوجہ خوشی محمد ۲۹/۱ دارالرحمت شرقی الف ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ خوشی محمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد یوسف وصیت نمبر ۲۲۴۱۲۔